خاکہ پیش کرتا ہے۔ انھوں نے باشندگان چھتیس گڑھ کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو میں اعلیٰ تعلیم کے علاوہ اسکولی سطح پر بھی اردو زبان کی معیاری تعلیم کی وکالت کی ہے۔ حق تعلیم قانون کا حوالہ پیش کیا ہے جس میں بچوں کو مادری زبان میں تعلیم دینے کی بات کہی گئی ہے۔ اردو کو روزگار سے جوڑنے پر بھی زور دیا ہے۔

ڈاکٹر منظر حسین کا مضمون 'چھتیس گڑھ میں اردو شاعری کی صورت حال' اس صوبے کی ادبی صورتِ حال کی کامیاب تصویر پیش کرتا ہے۔ جناب حسین نے اردو شاعری بالخصوص غزل گوئی میں چھتیس گڑھ کے شعرا کی خدمات کا احاطہ کیا ہے۔ انھوں نے آزادی کے قبل سے لے کر حال تک کے شعرا کا ذکر کیا ہے اور نمونے کے طور پر ان کے کلام بھی پیش کیے ہیں۔ مضمون میں صوبے کے غیر مسلم شعرا اور ان کے نمونۂ کلام اختصاص کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی صوبے میں اردو نثر نگاری کا بھی اختصار کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

'چھتیس گڑھ صوبہ میں اردو تعلیم کی صورتِ حال' کے موضوع پر لکھتے ہوئے سخنور حسین نے اردو کی اسکولی تعلیم پر اظہارِ اطمینان کیا ہے۔ انھوں نے اسکول میں اردو کی تعلیم کو اردو زبان و ادب کی بقا کا ضامن قرار دیا ہے۔ کتاب کے مرتب کاوش حیدری کا مضمون اردو کی تعلیم، ادبی صورتِ حال اور اردو صحافت پر ایک اچھا جائزہ ہے۔ صحافی جناب حیدری اپنے مضمون میں اس صورتِ حال کو مایوس کن پاتے ہیں۔ مضمون میں آزادی سے قبل کے اردو کے روشن ماضی کا ذکر کرتے ہوئے جناب حیدری کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ہندو تہواروں کے موقع سے بھی مشاعرے منعقد ہوا کرتے تھے جو یقینی طور پر قومی ایکتا اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی بہترین مثال تھی۔ جناب حیدری نے چھتیس گڑھ میں اردو صحافت کا تفصیلی تجزیہ کیا ہے اور صوبے کی اردو صحافت کی اجمالی تاریخ بھی پیش کی ہے۔ نیز صوبے میں ڈرامے کی تاریخ اور اس کی موجودہ صورتِ حال پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

رونق جمال کا مضمون 'چھتیس گڑھ میں افسانہ نگاری کی صورتِ حال' ہے۔ چھتیس گڑھ کے دیگر افسانہ نگار ماسٹر خورشید، خورشید حیات وغیرہ کا تذکرہ بھی انھوں نے کیا ہے۔ 'چھتیس گڑھ محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی قومی اور ملی خدمات' حسان لکھیم پوری کا مرقومہ ہے۔ یہ مضمون جامعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا حامد علی فاروقی کی قومی اور ملی خدمات کا اعادہ کرتا ہے۔ محمد ناصر خان کا مضمون صوبہ چھتیس گڑھ میں اردو کی ترویج و ترقی کا جامع جائزہ ہے۔

محمد منصور فریدی نے عبدالسمیع فیض بلاسپوری کی نظم نگاری پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ فریدی صاحب نے فیض بلاسپوری کی نظموں پر فیض احمد فیض کے اثرات کو دیکھنے کی بھی کوشش کی ہے۔ فیض بلاسپوری کی نظموں کے موضوعات کی نشاندہی کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ان کی نظموں میں مذہبی اور عارفانہ رنگ کے ساتھ ساتھ آس پاس کی ذاتی زندگی کی جھلک بھی ملتی ہے۔ گوہر جمالی نے چھتیس گڑھ کے اہم غزل گو شاعروں پر اپنا مضمون قلم بند کیا ہے۔ انھوں نے صوبے کے پرانے غزل گو شاعروں کے علاوہ موجودہ دور کے شاعروں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ محمد خالد صدیقی نے صوبے کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر جگن ناتھ پرساد بھانو کی غزل گوئی کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری پر استاد شاعروں کے اثرات کی تلاش بھی کی ہے۔

منی بھوشن کمار کا مضمون 'رضا حیدری کی شعری کائنات' رضا حیدری کی شاعری بالخصوص ان کی غزلیہ شاعری کا موضوعی مطالعہ ہے۔ رضا حیدری کی شاعری میں میر، غالب، مومن جیسے شعرائے کرام کے مضامین کی نشاندہی کی ہے۔ غلام ربانی ایاز کا مضمون 1960 کے بعد کے صوبہ چھتیس گڑھ میں اردو شاعری کے منظرنامے کی پیش کش کرتا ہے۔ سید ناصر علی ناصر نے اپنے مضمون میں ادیب رائے پوری کی شخصیت اور فن پر جامع انداز سے گفتگو کی ہے۔ رؤف پرویز نے حبیب تنویر کی ڈرامہ نگاری کا اجمالی جائزہ لیا ہے۔ محمد حذیفہ نے رضا حیدری کی شاعری کے فکر و فن پر الگ زاویے سے روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر مطیع النساخان نے چھتیس گڑھ میں اردو درس و تدریس پر مضمون قلم بند کیا ہے۔ وہ اپنے مضمون میں اظہارِ افسوس کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آج اردو سننے اور بولنے والے تو موجود ہیں لیکن پڑھنے والے کم ہوتے جا رہے ہیں۔

اس کتاب سے چھتیس گڑھ میں اردو کی تعلیم اور ادبی صورتِ حال پر تحقیق کر رہے طلبہ کو مدد ملے گی۔ پروف کی غلطیاں تھوڑی رہ گئیں ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب اردو حلقوں بالخصوص چھتیس گڑھ میں پسند کی جائے گی۔

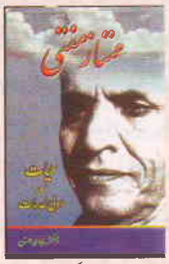

ممتاز مفتی: حیات اور ادبی خدمات

مصنف: ڈاکٹر ریحان حسن

صفحات: 519، قیمت: 400 روپے

ناشر: عرشیہ پبلی کیشنز دہلی

مبصر: ریاض الہاشم، 39 ٹی، سیکٹر 7، جسولا وہار، نئی دہلی

ڈاکٹر ریحان حسن اردو ادب کی نئی نسل کے نمائندہ ادیب ہیں۔ ان کے مضامین و مقالے اردو زبان کے رسالوں اور مجلوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مذکورہ کتاب مصنف کی ایک اہم کاوش ہے جس کی تصنیف میں انھوں نے بہت جدوجہد کی ہے۔ پاکستانی ادیب کے حوالے سے مواد کی فراہمی آج کے اس پرآشوب دور میں ایک دشوار کن مرحلہ ہے۔ ہندو پاک کے مابین کتب و رسائل کے ذرائع ابلاغ و ترسیل تقریباً بند ہیں۔ ڈاکٹر ریحان نے ممتاز مفتی کی تحریروں اور کتب و مقالات ان کی سوانح اور ادبی کارناموں کو قلمبند کر کے بہت کام انجام دیا ہے اور ان کی ہر نثری اصناف کو اہمیت دینے کی کوشش کی ہے اور اس میں تقریباً پورے طور پر کامیاب ہوئے ہیں۔ زیر نظر کتاب 519 صفحات پر مشتمل ہے، جس کو آٹھ ابواب میں منقسم کر کے ممتاز مفتی کی مجموعی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ممتاز مفتی برصغیر کے ممتاز اور نامور ترین ادیبوں میں شامل ہیں۔ پاکستان کے ناقدین اور محققین نے انھیں پاکستانی ادبیات کا ایک اہم ستون کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ 1942 میں 'ان کہی' کے نام سے شائع ہوا اور اس کے بعد مسلسل یکے بعد دیگرے کئی مجموعے منظر عام پر آئے۔ عورتوں کے مسائل افسانہ کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں افسانہ کی زندہ اور دائمی بقا کے ضامن یہی مسائل ہیں چاہے وہ کردار مظلومیت کی شکل میں ہوں یا ظالمانہ۔ ہر حال میں عورتوں کے مسائل نے ہر دور میں رونق بخشی پریم چند سے لے کر اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ممتاز مفتی کے افسانوں کا موضوع بھی عورت، انسانی نفسیات اور جنسی مسائل ہیں۔ وہ جنسیات کو انسانی زندگی کا اہم جز قرار دیتے ہیں اور انسان کی فطرت جانتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں عورت کے دو کردار ہیں۔ ایک وہ عورت ہے جو صبر و ضبط کا مجسمہ ہے اور ایک وہ عورت جو جبر و تشدد کا مجسمہ ہے۔ ناول نگاری میں بھی انھوں نے عورتوں کے نفسیاتی مسائل پر بحث کی ہے اور ناول نگاری میں ناول کے اجزاء مثلاً پلاٹ کردار، زمان و مکاں وغیرہ میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کی کہانی 'آپا' اور، ناول 'علی پور کا ایلی' ادبی نشستوں میں اپنی اہمیت منوا چکی ہیں۔ موصوف نے جس نوعیت سے ان کی نثری اصناف، خاکہ نگاری، انشائیہ نگاری، مضمون نگاری، اور سفرناموں کا تجزیہ کیا ہے اس سے قبل کسی محقق کے قلم نے نہیں کی ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں ممتاز مفتی کی زندگی کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور سب سے پہلی ادبی تخلیق کا تذکرہ اور تخلیق کاروں کے درمیان رجحانات کے تصادم کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ دوسرے باب میں افسانے کی مختصر تعریف اور افسانہ نگار کی حیثیت سے ان کے افسانوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ منٹو اور ان کے افسانوں کے موضوع کے مسائل کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ ریحان حسن کا کہنا ہے کہ